

3 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپورٹس 1965

کمشنر آف انکم ٹیکس آسام وغیرہ

بنام
دی پنباری ٹی کمپنی لمیٹڈ۔

19 اپریل 1965

کے۔سباراؤ، جے۔سی۔شاہ اور ایس۔ایم۔سکری، جسٹسز
انڈین انکم ٹیکس ایکٹ (11 آف 1922)۔"پریمیم" اور "کرایہ"۔تفریق۔قسطوں میں ادا
کردہ پریمیم۔چاہے سرمایہ نفع ہوں یا ریونیورسیدیں۔

ٹیکس دہندہ اپنے چائے کے باغات کو دس سال کی مدت کے لیے لیز پر دیتا ہے جس میں پریمیم کے
طور پر اور سالانہ کرایہ ہوتا ہے جو کرایہ دار ٹیکس دہندہ کو ادا کرتا ہے۔ پریمیم کے طور پر رقم کا ایک حصہ لیز پر عمل
درآمد کے وقت ادا کیا جاتا تھا اور بقایا دس سالانہ قسطوں میں پھیلا ہوا تھا؛ اور سالانہ کرایہ ماہانہ قسطوں میں ادا
کیا جاتا تھا۔ پریمیم کے طور پر ادا کی جانے والی سالانہ قسط پر انکم ٹیکس حکام کی طرف سے ٹیکس وصول کنندہ کی
ری ویونیورسید کے طور پر ٹیکس لگایا جاتا تھا۔ حوالہ پر، ہائی کورٹ نے اسے سرمایہ نفع قرار دیا۔ ٹیٹوٹیکٹ کے
ذریعے اپیل میں۔

منعقد: پریمیم کے طور پر ادا کی جانے والی سالانہ قسط سرمایہ نفع تھی۔

جب کرایہ دار کا سود کسی قیمت پر تقسیم کیا جاتا ہے تو ادا کی جانے والی قیمت پر پریمیم یا اسلامی ہوتی
ہے۔ لیکن لیز کے تحت فوائد سے مسلسل لطف اندوز ہونے کے لیے کی جانے والی وقتاً فوقتاً ادائیگیاں کرایہ کی
نوعیت کی ہوتی ہیں۔ پہلا سرمایہ آمدنی ہے اور دوسرا ریونیورسید۔ ایسے حالات ہو سکتے ہیں جہاں فریقین
ہو شیار فقرے کا استعمال کرتے ہوئے لین دین کی حقیقی نوعیت کو چھپا سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں نام نہاد
پریمیم درحقیقت پیشگی کرایہ ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں کرایہ موخر قیمت ہوتی ہے۔ یہ لین دین کی شکل نہیں
بلکہ مواد ہے جو اہمیت رکھتا ہے۔ استعمال شدہ نام فیصلہ کن یا فیصلہ کن نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ دیگر حالات کو مد نظر
رکھتے ہوئے، فریقین کے ارادے کا پتہ لگانے میں عدالت کی مدد کرتا ہے۔ پریمیم کی ادائیگی ایک ہی ادائیگی
میں یا قسطوں کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ اصل امتحان یہ ہے کہ آیا ایک بار میں یا قسطوں میں ادا کی گئی مذکورہ
رقم کرایہ دار کی طرف سے قبضے میں دیے جانے کے لیے ادا کی گئی رقم ہے۔ (813H, 814E-G)

رام گڑھ کے راجہ بہادر کامکشیا نارائن سنگھ بنام کمشنر انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ،
 (1943) 11 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 513، ممبر برائے بورڈ آف ایگریکلچر انکم ٹیکس آسام بنام
 سندھورانی چودھریانی، (1957) 32 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 169، اور چٹنامنی سرن ناتھ ساہ دیو بنام
 کمشنر انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ، (1961) 41 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 506 نے درخواست دی۔

فریقین، جو اپنی تجارت سے بخوبی واقف تھے، یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ وہ "پریمیم" اور "کرایہ"
 کے دو تاثرات کے درمیان فرق کو جانتے تھے، اور انہوں نے ان دونوں تاثرات کو دو مختلف ادائیگیوں کو ظاہر
 کرنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ طے شدہ سالانہ کرایہ 54,500 روپے کی کافی رقم تھی اور پریمیم، جب 10
 سالوں میں پھیلا ہوا ہوتا تو 22,500 روپے سالانہ ہوتا۔ اس لیے یہ فرض کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ فریقین
 نے اپنے اصل ارادے کو چھپایا اور کرایہ کا ایک حصہ پریمیم کی شکل میں طے کیا۔ محض یہ حقیقت کہ پریمیم قسطوں
 میں ادا کیا گیا تھا، واضح طور پر اس سوال کا فیصلہ کن نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ یہ کرایہ دار کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے
 ہو سکتا ہے۔ (815B,C)

لیز ڈیڈ کی شق پر مبنی تعمیر کہ پریمیم یا کرایہ کی قسطوں کی ادائیگیوں میں کوتاہی ہونے پر، کرایہ دار غیر ادا
 شدہ پریمیم کا بقیہ وصول کرنے کا حقدار ہوگا نہ کہ پریمیم کا پورا بقیہ واقعی لیز کی اہم شرائط کو نظر انداز کرتا
 ہے۔ دیگر شقوں کے تناظر میں، اس شق کی اتنی تشریح نہیں کی جاسکتی کہ وہ لیز ڈیڈ کی اہم شرائط کو ختم کر دے یا
 اس سے متصادم ہو۔ (B816، H815)

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 150 آف 1964
 1959 کے انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 7 میں آسام ہائی کورٹ کے 22 مارچ 1960 کے فیصلے اور حکم سے

اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این۔ ڈی۔ کرکھانیس اور آر۔ این۔ سچتے۔

سمپت۔ ایانگر اور جے۔ پی۔ گونل، مدعا علیہ کی طرف سے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سباراؤ، جسٹس: 31 مارچ 1950 کے ایک رجسٹرڈ لیز ڈیڈ کے ذریعے، ٹیکس دہندگان۔ کمپنی، یہاں
 مدعا علیہ نے، ریاست آسام کے داررنگ میں، "پنباری ٹی اسٹیٹ" اور "بارچولا ٹی اسٹیٹ" کے نام سے دو
 چائے کے باغات، اس کی ملکیت اور اس کے زیر ملکیت مشینری اور عمارتوں کے ساتھ، میسرس ہیرالال رام
 داس نامی فرم کو 1 جنوری 1950 سے شروع ہونے والے دس سال کی مدت کے لیے لیز پر دے دیا۔ لیز پر

روپے 2,25,000 کے حساب سے اور پرمیم کے طور پر اور 54,000 روپے کا سالانہ کرایہ وصول کنندہ کے ذریعے کرایہ دار کو ادا کیا جانا تھا۔ پرمیم مندرجہ ذیل طور پر ادا کیا گیا تھا: ہر سال 31 جنوری اور 31 جولائی کو یا اس سے پہلے 11,250 روپے کی 16 نصف سالانہ قسطوں میں لیز ڈیڈ پر عمل درآمد کے وقت 45,000 روپے/ ایک یکمشت رقم میں ادا کیے جائیں گے۔ 54,000 روپے کا سالانہ کرایہ مندرجہ ذیل طور پر قابل ادائیگی تھا: 1,000 روپے فی مہینہ ہر مہینے کے آخری دن یا اس سے پہلے ادا کیے جانے والے، تمام 12,000 روپے فی سال میں، اور 42,000 روپے کا بقایا ہر سال 31 دسمبر کو یا اس سے پہلے۔ 25 فروری 1957 کو، تشخیص کے سال 1952-53 کے لیے، انکم ٹیکس افسر نے متعلقہ اکاؤنٹنگ سال میں پرمیم کی طرف ادا کی گئی 11,250 روپے کی قسط کو تشخیص کنندہ کی آمدنی کی رسید کے طور پر مانتے ہوئے تشخیص کی۔ اپریل پر، اپیلٹ اسٹنٹ کمشنر نے انکم ٹیکس افسر کے حکم کی تصدیق کی۔ مزید اپریل پر، انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ پرمیم واقعی لیز ڈیڈ کے تحت قابل ادائیگی کرایہ تھا اور اس لیے یہ انکم ٹیکس کے لیے قابل وصول تھا۔ ٹیکس دہندہ کے کہنے پر ٹریبونل نے درج ذیل سوال کو انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ (1) 66 کے تحت ہائی کورٹ کے حوالے کیا، جس کے بعد اسے ایکٹ کہا گیا:

"چاہے حقائق پر اور معاملے کے حالات میں اور لیز کی شرائط کی تعمیر پر، تاریخ 31 مارچ 1950، اکاؤنٹ کے سال کے دوران ٹیکس دہندہ کو موصول ہونے والی 11,250 روپے کی رقم ریونیو یا سرمایہ رسید ہے۔"

ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اکاؤنٹ کے سال کے دوران ٹیکس دہندہ کو موصول ہونے والی 11,250 روپے کی مذکورہ رقم ایک سرمایہ رسید تھی اور اس کے مطابق سوال کا جواب دیا۔ ہائی کورٹ کے جاری کردہ ٹیوٹنٹ پر یہ اپریل ریونیو نے اس عدالت میں دائر کی ہے۔

اس اپریل میں جو مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا لیز ڈیڈ میں پرمیم کے طور پر بیان کی گئی رقم واقعی کرایہ ہے اور اس لیے محصولات کی رسید ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم لیز ڈیڈ پر نظر ڈالیں، پرمیم کے تصور سے متعلق قانون کو مختصر طور پر نوٹ کرنا آسان ہوگا، جسے سلامی بھی کہا جاتا ہے۔

پرمیم اور کرایہ کے درمیان فرق عدالتی کمیٹی نے رام گڑھ کے راجہ بہادر کامکشیا نارائن سنگھ بنام انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ میں اس طرح سامنے لایا تھا:

"یہ (سلامی) ایک واحد ادائیگی ہے جو کرایہ دار کے حق کے حصول کے لیے کی جاتی ہے تاکہ وہ لیز کے ذریعے دیے گئے فوائد سے لطف اندوز ہو سکے۔ اس عام حق کو مناسب طریقے سے سرمایہ اثاثہ سمجھا جاسکتا

ہے، اور اسے خریدنے کے لیے ادا کی جانے والی رقم کو مناسب طریقے سے سرمایہ اکاؤنٹ پر ادائیگی سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن رائلٹی مختلف سطح پر ہیں۔"

یہ سچ ہے کہ اس معاملے میں لیز 999 سال کے لیے دیے گئے تھے؛ لیکن، اگرچہ یہ حالات میں سے ایک تھا، لیکن عدالتی کمیٹی کے اس نتیجے پر پہنچنے میں یہ فیصلہ کن عنصر نہیں تھا کہ لیز کے تحت ادا کی جانے والی سلامی ایک سرمایہ اثاثہ تھی۔ بورڈ آف ایگریکلچر انکم ٹیکس کی اس عدالت نے آسام بنام سندھورانی چودھرائی میں "سلامی" کی تعریف اس طرح کی ہے:

"سلامی کا اشارہ (1) اس کا واحد غیر بار بار آنے والا کردار اور (2) کرایہ داری کی تخلیق سے پہلے کی ادائیگی ہے۔ یہ کرایہ دار کی طرف سے قبضے میں دیے جانے کے لیے ادا کی جانے والی رقم ہے اور یہ نہ تو کرایہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی محصول بلکہ زمیندار کے ہاتھ میں ایک بڑی رسید ہے۔"

یہ سچ ہے کہ اس صورت میں ادائیگی ایک ہی رقم میں کی گئی تھی، لیکن یہ کوئی حتمی امتحان نہیں تھا، کیونکہ سلامی ایک ہی ادائیگی میں یا قسطوں میں ادا کی جاسکتی ہے۔ اصل امتحان یہ ہے کہ آیا ایک بار میں یا قسطوں میں ادا کی گئی مذکورہ رقم کرایہ دار کی طرف سے قبضے میں دیے جانے کے لیے ادا کی گئی رقم ہے۔ اس عدالت نے چٹانمنی سرن ناتھ ساہ دیو بنام کمشنر انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ میں دوبارہ اس موضوع پر تمام متعلقہ فیصلوں پر غور کیا جو ٹیکس دہندہ کو باکسائٹ کے لیے پراسپیکٹ کو کچھ معاملات میں 6 ماہ اور دیگر میں ایک یا دو سال کے لیے دیے گئے لائسنسوں کے تناظر میں تھے اور مشاہدہ کیا:

"سلامی کی تعریف ایک عام تھی، اس میں یہ ایک کرایہ دار کی طرف سے ایک نئی کرایہ داری پیدا کرنے کے مقصد سے قبضہ کرنے کے لیے ادا کی جانے والی رقم تھی۔"

اس جانچ کو لاگو کرتے ہوئے اس عدالت نے اس معاملے میں فیصلہ دیا کہ مذکورہ لائسنسوں کے تحت سرمایہ اثاثے کے عمومی حق کی شکل میں لائسنس دہندہ کے سرمائے کے ایک حصے کا حق دیا گیا تھا۔ ان تینوں فیصلوں کے پیش نظر حوالہ جات کو ضرب دینا ضروری نہیں ہے۔

ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ کی دفعہ 105 کے تحت، غیر منقولہ جائیداد کا لیز ایک مخصوص وقت کے لیے بنائی گئی جائیداد سے لطف اندوز ہونے کے حق کی منتقلی ہے، جو کہ ایک واضح یا مضمرا یا مستقل طور پر، ادا کی گئی یا وعدے کی گئی قیمت پر غور کرتے ہوئے، یا رقم، فصلوں، خدمات یا قدر کی کسی دوسری چیز کا حصہ ہے، جسے وقتاً فوقتاً یا مخصوص مواقع پر منتقلی کے ذریعے منتقلی کے لیے منتقل کیا جاتا ہے، جو ایسی شرائط پر منتقلی کو قبول کرتا ہے۔ منتقلی کرنے والے کو کرایہ دار کہا جاتا ہے، منتقلی کرنے والے کو کرایہ دار کہا جاتا ہے، قیمت کو پرمیم کہا جاتا

ہے، اور اس طرح فراہم کی جانے والی رقم، حصص کی خدمت یا دوسری چیز کو کرایہ کہا جاتا ہے۔ اس لیے یہ دفعہ جائیداد سے لطف اندوز ہونے کے حق کی منتقلی کے لیے ادا کی جانے والی قیمت اور کرایہ دار کو وقتاً فوقتاً ادا کیے جانے والے کرایہ کے درمیان فرق کو سامنے لاتا ہے۔ جب کرایہ دار کا سود کسی قیمت پر تقسیم کیا جاتا ہے تو ادا کی جانے والی قیمت پر بیم یا اسلامی ہوتی ہے۔ لیکن لیز کے تحت فوائد سے مسلسل لطف اندوز ہونے کے لیے کی جانے والی وقتاً فوقتاً ادائیگیاں کرایہ کی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ پہلا سرمایہ آمدنی ہے اور دوسرا ریونیورسید۔ ایسے حالات ہو سکتے ہیں جہاں فریقین ہوشیار فقرے کا استعمال کر کے لین دین کی حقیقی نوعیت کو چھپا سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں نام نہاد پر بیم درحقیقت پیشگی کرایہ ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں کرایہ موخر قیمت ہوتی ہے۔ یہ لین دین کا لہ لوباب جو ہم ہے نام فیصلہ کن نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ عدالت کو، دوسرے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے، فریقین کے ارادے کا پتہ لگانے میں مدد کرتا ہے۔

مذکورہ اصولوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئیے 31 مارچ 1950 کے لیز ڈیڈ کی جانچ پڑتال کریں۔ اس دستاویز کے تحت زیر کاشت چائے بالترتیب 320 ایکڑ اور 305 ایکڑ پر مشتمل دو بڑے چائے کے باغات کے ساتھ ساتھ بنگلوں، فیکٹری عمارتوں، مکانات کے گوداموں، کولے لائنوں اور دیگر تعمیرات اور ڈھانچوں میں سود کو کرایہ دار کے ذریعے 10 سال کی مدت کے لیے کرایہ دار کو تقسیم کیا گیا تھا اور اس مدت کے دوران کرایہ دار دستاویز میں بتائے گئے طریقے سے مذکورہ چائے کے باغات سے لطف اندوز ہو سکتا تھا۔ دستاویز کے تحت، اس لیے، جائیدادوں میں کرایہ دار کے بنیادی مفاد کی منتقلی کرایہ دار کو کی جاتی تھی اور کرایہ دار کو مذکورہ جائیدادوں کا فائدہ کر کے ان کا استعمال کرنے کا حق دیا جاتا تھا۔ لیز ڈیڈ کی شق 4 کے تحت حق کی منتقلی کے لیے 2,25,000 روپے کا پر بیم کرایہ دار کو ادا کرنا پڑتا تھا اور جائیدادوں کو استعمال کرنے کے لیے کرایہ دار کو 54,000 روپے سالانہ کرایہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ پر بیم اور کرایہ دونوں دستاویز میں فراہم کردہ طریقے سے قسطوں میں قابل ادائیگی تھے۔ پارٹیاں کاروباری تھیں جو غالباً چائے کے باغات کے کام کاج سے بخوبی واقف تھیں۔ یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ وہ دو تاثرات "پر بیم" اور "کرایہ" کے درمیان فرق جانتے تھے؛ اور انہوں نے دو مختلف ادائیگیوں کو ظاہر کرنے کے لیے ان دو تاثرات کو ڈیزائن کے ساتھ استعمال کیا تھا۔ طے شدہ سالانہ کرایہ 54,000 روپے کی کافی رقم تھی اور پر بیم، جب 10 سالوں میں پھیلا ہوا ہوتا، تو ایک سال میں 22,500 روپے ہوتا۔ اس لیے یہ فرض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ فریقین نے اپنے اصل ارادے کو چھپایا اور کرایہ کا ایک حصہ پر بیم کی شکل میں طے کیا۔ محض یہ حقیقت کہ پر بیم قسطوں میں ادا کیا گیا تھا، واضح طور پر اس سوال کا فیصلہ کن نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ کرایہ دار کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے ہو سکتا

ہے۔ نہ ہی شق 8 لیز ڈیڈ کا، جس پر ریونیو کے فاضل وکیل کی طرف سے مضبوط انحصار رکھا جاتا ہے، اس کے برعکس ایک اشارہ ہے۔ اس میں لکھا ہے:

“(1) اگر پریمیم یا سالانہ کرایہ کی طرف سے مذکورہ بالا قسطوں میں سے کوئی بھی ادائیگی قابل ادائیگی ہونے کے بعد دو ماہ تک ناقابل ادائیگی رہے گی (چاہے باضابطہ طور پر مطالبہ کیا گیا ہو یا نہیں) یا اگر کرایہ دار مقررہ تاریخوں میں کرایہ دار کو کوئی دوسری رقم یا اس کے کسی حصے کی ادائیگی میں یا اس میں موجود کسی عہد نامے، شرائط یا شرائط کا مشاہدہ کرنے یا ان پر عمل درآمد کرنے میں ڈیفالٹ کرے گا جو کرایہ دار کی طرف سے پہلے اور اس کی طرف سے ادا کیے جائیں گے، مشاہدہ کیا جائے گا اور انجام دیا جائے گا یا اگر کرایہ دار کی فرم کو تحلیل کر دیا گیا ہے سوائے تعمیر نو کے یا اگر کرایہ دار کے کسی بھی شراکت دار کو دیوالیہ قرار دیا گیا ہے اور ایسی کسی بھی صورت میں یہ کرایہ دار کے لیے فوری طور پر یا اس کے بعد کسی بھی وقت یا وقت ڈیمانڈ ڈٹی اسٹیٹس اور احاطے یا کسی اور جگہ پر جائز ہوگا۔

دلیل یہ ہے کہ اس شق میں زیر غور کوتاہی کی صورت میں کرایہ دار کے لیے دوبارہ داخل ہونا جائز ہوگا اور اس صورت میں شق 8 کے لحاظ سے وہ صرف غیر ادا شدہ پریمیم کی قسط کا بقایا وصول کرنے کا حقدار ہوگا نہ کہ پریمیم کا پورا بقایا وصول کرنے کا۔ یہ تعمیر، اگرچہ یہ پہلی نظر میں قابل فہم معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعی لیز کی اہم شرائط کو نظر انداز کرتی ہے۔ لیز کی بنیادی مدت کو ختم کرنے کے لیے پہلے سے طے شدہ شق کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ شق 1 کے تحت لیز ڈیڈ میں 2,25,000 روپے کی رقم وہ رقم ہے جو کرایہ دار کو پریمیم کے طور پر ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس کی شق 4 کے تحت مذکورہ پورا پریمیم قسطوں میں ادا کرنا پڑتا ہے۔ شق 8 کے تحت کرایہ دار کے پاس دستاویز کے تحت اپنے تمام حقوق پر تعصب کے بغیر لیز کو ختم کرنے اور اس میں مذکور حالات میں احاطے میں دوبارہ داخل ہونے کا اختیار ہوتا ہے۔ اس کے حقوق میں سے ایک قسطوں میں پریمیم کی وصولی ہے۔ یہ حقیقت کہ محفوظ کردہ حقوق میں سے ایک غیر ادا شدہ پریمیم کی قسط کے بقایا کی وصولی کا اس کا حق ہے، ممکنہ طور پر اسے اس کے دیگر تمام حقوق سے محروم نہیں کر سکتا جو اس کے تحت بھی واضح طور پر محفوظ ہیں۔ شق کا مسودہ فنکارانہ نہیں ہے اور اس کے بجائے الجھن کا شکار ہے؛ لیکن دوسری شقوں کے تناظر میں اس کی اتنی تشریح نہیں کی جاسکتی کہ وہ لیز ڈیڈ کی اہم شرائط کو ختم کر دے، یا اس سے متصادم ہو۔

تیسرا، یہ دعویٰ کیا گیا کہ کرایہ دار کو 1950 کے بعد لیز کے تحت جو آمدنی مل رہی تھی، یعنی لیز ڈیڈ پر عمل درآمد کے بعد، پریمیم اور کرایہ کی قسطوں کی کل تعداد، لیز سے پہلے اسے ملنے والے منافع سے زیادہ نہیں تھی اور یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ جو کرایہ واقعی تھا اسے پریمیم اور دوسرے مقاصد کے لیے کرایہ میں تقسیم

کیا گیا تھا۔ یہ دلیل ٹیکس دہندہ کمپنی کے شائع شدہ کھاتوں سے جمع کردہ درج ذیل اعداد و شمار پر مبنی ہے:

اختتامی سال	منافع	فروسودگی	خالص منافع	تقسیم شدہ (ٹیکس)
1	2	3	4	5 (فری)
	روپے	روپے	روپے	%
31 مارچ 1947	60186	8665	51521	9
31 مارچ 1948	33118	7872	23246	9
31 مارچ 1949	31581	7475	24106	6
31 مارچ 1950	47734	17868	29866	12
31 مارچ 1951	71888	17726	54162	6
31 مارچ 1952	33213	15527	17686	6
31 مارچ 1953	69550	15410	54140	6

31 مارچ 1952 تک کے سال کے کھاتوں میں اخراجات کی درج ذیل تین چیزیں ہیں:

روپے۔

10,605

ٹرانزٹ چارجز

7518

قانونی اخراجات

10,000

میجنگ ڈائریکٹر کو گریپوٹی

28,123

دونوں ادوار یعنی مارچ 1950 سے پہلے کی مدت اور اس کے بعد کی مدت کے لیے دیئے گئے اعداد و

شمار کا موازنہ کرنے سے پہلے 31 مارچ 1952 کو ختم ہونے والے سال کے خالص منافع میں 28,123

روپے کے اخراجات کے مذکورہ تین آئٹمز کو شامل کرنا ضروری ہے۔ اگر ان کا اضافہ کیا گیا تو 17,686

روپے کے بجائے منافع 45,809 روپے ہوگا۔ مذکورہ اعداد و شمار کا تقابلی مطالعہ دوسری مدت میں پہلے کی مدت کے مقابلے زیادہ منافع کا انکشاف کرتا ہے۔ لیکن یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ بعد کی مدت کے اعداد و شمار میں دیگر اشیاء شامل ہیں اور اگر ان میں کٹوتی کی جاتی ہے تو خالص منافع کا موازنہ پہلے کی مدت کے ساتھ کیا جائے گا، لیکن اس کوشش کے لیے کوئی متفقہ ڈیٹا موجود نہیں ہے اور اعداد و شمار کی جانچ پڑتال کے لیے ہمارے سامنے رکھے گئے مواد پر یہ ممکن نہیں ہے۔ متعلقہ مواد کی عدم موجودگی میں مذکورہ اعداد و شمار پر مبنی دلیل کو قبول کرنا ممکن نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ لیز ڈیڈ میں دی گئی تفصیل کو پریمیم کے طور پر مذکورہ رقوم میں تبدیل کرنے اور یہ ماننے کے لیے کہ وہ حقیقت میں پریمیم نہیں بلکہ صرف کرایہ ہے، ہمارے سامنے کوئی براہ راست یا حالات کے مطابق مواد نہیں رکھا گیا ہے۔ درحقیقت، مذکورہ بالا حالات مذکورہ وضاحت کی تصدیق کرتے ہیں۔

نتیجے میں ہمارا ماننا ہے کہ ہائی کورٹ نے انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے ذریعے اس کے سامنے پیش کیے گئے سوال کا درست جواب دیا ہے۔ اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔